International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 02, July-Sep 2024
pp: 238- 251

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

تفسیر "تبصرہ" از سید ریاض حسین شاہ کا منہج واسلوب اور خصائص: تحقیقی وتجزیاتی جائزہ

A Scholarly and Critical Analysis of the Methodological Framework, Literary Style, and Unique Attributes of Tafseer Tabsarah by Syed Riaz Hussain Shah

Muhammad Siddique
Lecturer, Roots International Schools and Colleges
siddiq.int@gmail.com
Fraz Ahmed
Lecturer, School of Islamic Studies, Minhaj University Lahore
frazpu1@gmail.com

Abstract

This study examines the various methodologies employed by Urdu commentators in their interpretations of the Quran. The author primarily relies on the works of established commentators such as Abdullah ibn Abbas, Ibn Kathir, Imam Tabari, Fakhr al-Din al-Razi, Ibn Arabi, al-Qurtubi, and al-Alusi, among others. The core principle of this interpretation is to regard the Quran as the primary source, with the Hadith serving as a secondary resource, a method referred to as "Tafsir bil-Ma'thoor." The author incorporates the opinions of earlier scholars alongside Quranic verses and Hadith, ensuring a comprehensive understanding of the text. The study considers linguistic aspects, historical contexts, and educational dimensions, facilitating clarity in meaning for readers. Additionally, the use of poetry enhances the appeal of the interpretation, and the referencing system is clearly outlined. The simplicity and brevity of the language make it accessible to a general audience, and differing opinions on contentious issues are presented thoughtfully to avoid fostering discord. However, a notable shortcoming is the occasional omission of original phrases, which can hinder the full comprehension of certain meanings.

Keywords: Accessibility, Poetic Elements, Historical Context, Classical Analysis

CC BY

تعارف، صاحبِ تفسیر تبصرہ:

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں کچھ ایسے نفوس قدسیہ پیدا کیے ہیں جنھیں قرآن سے ایسا عشق نصیب ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ، ہر سانس اور ہر فکر کتاب اللہ کے رنگ میں رنگی ہوتی ہے۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جن کے دلوں میں قرآن کی آیات گلوں کی مانند کھلتی ہیں، اور ان کی روحیں اس کی تلاوت سے تسکین پاتی ہیں۔ ان نفوسِ قدسیہ کا مقصدِ حیات قرآن کے نور کو دنیا کے ہر گوشے تک پہنچانا، ہر دل کو اس کے پیغام سے منور کرنا ہوتا ہے۔

سید ریاض حسین شاہ ایسی ہی بابرکت شخصیت ہیں، جن کی حیات قرآن کی خدمت اور اس کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے وقف ہے۔ سید ریاض حسین شاہ کی سحر اور شام قرآن کی محبت میں بسر ہوتی ہے۔ ان کے دل کی وسعتیں قرآنی حکمتوں سے منور ہیں، اور ان کی مجلس میں ہر دل پر قرآن کے پیغام کی حلاوت بکھرتی ہے۔ وہ ایک ایسے سرچشمۂ ہدایت کے پیغامبر ہیں جو قلوب کو راہِ ہدایت کی طرف بلاتے ہے، اور ان کی کاوشیں قرآنی عظمت کو اجاگر کرتی ہیں۔ قرآن سے ان کا تعلق صرف زبانی نہیں بلکہ دل وجان سے ہے، یوں جیسے پانی کی بوندیں پیاسوں کے لبوں کو تسکین دیتی ہیں۔ سید ریاض حسین شاہ ہر محفل میں قرآن کا چراغ جلا کر اس کے نور کو لوگوں کے دلوں تک پہنچاتے ہیں، کہ جہاں روشنی پھیلے، وہاں ہدایت کا چراغ فروزاں ہو اور ہر دل قرآن کی روشنی سے منور ہو جائے۔ حقیقت ہے کہ بوتراب کا بیٹا اپنی ذات کی مٹی کو قرآن کے رنگ میں رنگ کر خود کو اس کے فیض کا وسیلہ بنائے ہوئے فرماتے ہیں:

صبح پڑھو قرآن، شام پڑھو قرآن   یہی ہے پیغام، ریاضِ حسین کا

سید ریاض حسین شاہ کا علمی وروحانی سفر بچپن ہی سے ایک پاکیزہ روایت کے زیرِ سایہ پروان چڑھا۔ آپ کی والدہ نے آپ کے دل میں قرآن سے محبت کا ایسا چراغ روشن کیا جو وقت کے ہر امتحان اور آزمائش میں روشن رہا۔ اُنہوں نے روزانہ دس پارے تلاوت کرنے کی ترغیب دی اور اس پر استقامت کی تلقین کی کہ حالات چاہے جیسے بھی ہوں، اس عمل میں کبھی ناغہ نہ ہو۔ شاہ صاحب نے اس نصیحت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا، اور آج تک اس پر ثابت قدمی سے عمل پیرا ہیں۔ زمانے کی بے شمار آزمائشوں اور مصروفیات کے باوجود یہ معمول کبھی ترک نہ ہوا۔ یہی استقامت اُن کی قرآن سے وابستگی کی بنیاد بنی اور ان کے ہر صبح وشام کو قرآن کی روشنی سے منور رکھتی رہی۔ آپ 10 جولائی 1954ء کو ایبٹ آباد کے گاؤں کوٹنالی میں پیدا ہوئے اور اپنی ابتدائی وثانوی تعلیم مکمل کرنے کے بعد حشمت علی کالج اور گارڈن کالج جیسے ممتاز تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کی۔ گارڈن کالج میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں نے آپ کے دینی شعور کو بیدار کیا، اور آپ نے روایتی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی علوم کی طرف بھی توجہ دی۔ آپ نے علمائے کرام کی صحبت میں شہر شہر اور قریہ قریہ دینی علوم کا سفر کیا اور 126 ممتاز اساتذہ سے علمی استفادہ کیا۔ آپ کی دینی خدمات کا دائرہ 57 ممالک تک وسیع ہے، جہاں آپ نے تبلیغی دورے کیے اور تقریباً 100 سے زائد مساجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ سید ریاض حسین شاہ صاحب 100 سے

زائد کتب کے مصنف ہیں۔ آپ کا سینہ احادیثِ نبوی ﷺ کے خزانوں سے بھرا ہوا ہے، اور بے شمار دیگر احادیث کے علاوہ شمائل ترمذی شریف آپ کو زبانی یاد ہیں۔ 1974ء کی تحریکِ ختمِ نبوت میں بھرپور کردار ادا کیا جس کے نتیجے میں جیل کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ اسی طرح 1977ء میں تحریک نظامِ مصطفیٰ میں شمولیت اور مارشل لاء حکومت کے خلاف مزاحمت کی پاداش میں بھی قید میں رہے۔ طاغوتی نظام کے خلاف جہاد اور اسلامی انقلاب کے قیام کی غرض سے 1980ء میں ادارہ تعلیماتِ اسلامیہ کی بنیاد رکھی۔ سید ریاض حسین شاہ آج دینی و علمی میدان میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ گزشتہ 50 سال سے روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کو سال میں ایک یا دو بار اپنے معمول میں شامل کر کے اپنے عشق کو تازگی بخشتے ہیں۔ تفسیر تبصرہ کا بیشتر حصہ انہوں نے روضۂ رسول ﷺ کے قریب بیٹھ کر تحریر کیا، جس سے ان کی زندگی عشق و عرفان، علم و عمل اور خدمتِ دین کا ایک خوبصورت مرقع بن گئی ہے۔

آپ کے چند اساتذہ کرام کے نام درج ذیل ہیں۔

- شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا محبت النبی رحمتہ اللہ علیہ
- شیخ القرآن حضرت علامہ مولانا عبد الغفور ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت علامہ مولانا مفتی احمد دین سلطان پوری
- حضرت علامہ مولانا سید محمود شاہ جلوی مظفر پوری
- حضرت علامہ مولانا عبد الرحمٰن صوابی
- حضرت علامہ مولانا محمد یوسف بنوری
- حضرت علامہ مولانا مفتی امان اللہ
- حضرت علامہ مولانا عبد الخالق
- حضرت علامہ مولانا عبد االقدوس ہاشمی
- حضرت علامہ مولانا قاضی اسرار الحق حقانی
- حضرت عطیہ سالم (مدینہ منورہ)

تفسیر تبصرہ:

تفسیر "تبصرہ" دورِ حاضر میں اردو زبان کی ایک منفرد اور نمایاں تفسیر ہے۔ مصنف نے طویل عرصے کی محنت، تحقیق اور مطالعے کے بعد اس تفسیر کو قلم بند کیا ہے۔ اگرچہ یہ تفسیر ابھی مکمل نہیں ہوئی، لیکن اس کی دس سے زیادہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ، پیر سید ریاض حسین شاہ صاحب نے مختلف سورتوں پر الگ سے بھی تفسیری خدمات سرانجام دی ہیں، جو مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ تفسیر پر کام صدیوں سے جاری ہے اور امت کے اکابرین اور اسلاف نے اس میدان میں

بے شمار نمایاں کارنامے انجام دیے ہیں۔ بظاہر جو تفاسیر پہلے سے موجود ہیں، وہ تفہیمِ قرآن کی ضروریات کو پورا کرتی ہیں، لیکن زمانے کے حالات اور ضروریات بدلنے کے ساتھ ساتھ علمی کام کی نوعیت اور زبانوں کے تناظر میں بھی تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے، ہر دور میں مختلف زبانوں میں نئی تفاسیر لکھنے کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔
اگرچہ اردو زبان میں پہلے بھی متعدد تفاسیر لکھی جا چکی ہیں، جنھوں نے مختلف پہلوؤں سے قارئین کی علمی و دینی ضروریات کو پورا کیا، مگر بعض مخصوص حوالوں سے اب بھی خلا موجود تھا۔ ان ہی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے تفسیر "تبصرہ" کے مصنف نے اس کام کا آغاز کیا۔ اس تفسیر کا مقصد عصرِ حاضر کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآنِ کریم کی تعلیمات کو جدید انداز میں پیش کرنا اور قارئین کو ایک منفرد اور جامع تفہیم فراہم کرنا ہے۔

تفسیر ''تبصرہ'' کا منہج و اسلوب:

تفسیر ''تبصرہ'' میں درج ذیل مناہج کو اختیار کیا گیا ہے۔

1. آیات و احادیث سے تفسیر:

تفسیر کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے ہی کی جائے یعنی اگر ایک جگہ اجمال ہو جب کہ دوسری تفصیل ہو تو تفصیلی بیان والی آیات کے ساتھ مجمل کی تفسیر کی جائے۔ یا دیگر حوالوں سے ضرورت کے مطابق قرآن کے معانی و مفاہیم کی تعین و تبیین کے لیے سب سے پہلے قرآن کو ہی مد نظر رکھنا۔ اور دوسرا درجہ حدیث کے ساتھ تفسیر کرنا ہے جسے عام طور پر تفسیر بالماثور کہا جاتا ہے۔ عام طور پر تفسیر بالماثور کی مثالیں کثیر ہیں۔ جیسا کہ شوکانی نے کہا:

ان غالب المفسرین تفرقوا فریقین ، وسلکوا طریقین : الفریق الاول: اقتصروا فی تفاسیر هم علی مجرد الروا یه[1]

مفسیرن کی غالب اکثریت دو گروہوں میں تقسیم ہوئی ہے اور دو طریقوں پر چلے ہیں: ایک گروہ وہ ہے جنہوں نے اپنی تفاسیر میں صرف روایت پر اکتفا کیا۔

مصنف ''تبصرہ'' نے بھی اپنی تفسیر میں اس کا اہتمام کیا ہے کہ سب سے پہلے قرآن کو دیکھا اور اس کے ساتھ احادیث و آثار کو دیکھا۔ اس کے بعد سلف و سابقہ مفسرین اور رائے کو دیکھا۔ جسے اس تفسیر کا مطالعہ کرنے والے جان سکتا ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید کی سورہ الفاتحہ میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ **اهدنا الصراط المستقیم** [2] کی تفسیر کرتے وقت سب سے پہلے آپ نے قرآن میں جہاں دوسرے مقامات پر اس آیت کی وضاحت آئی ہے اس کو مصنف نے بیان کیا ہے۔ جیسے اللہ نے خود اس آیت کی وضاحت فرما دی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذین احتدوا ازادهم هدی و اتهم تقوهم [3]

2. تفسیر قرآن اور علم لغت:

ایک مفسر کو تفسیر قرآن کے لیے قرآن پاک کی زبان یعنی عربی زبان کے قواعد و ضوابط میں مہارت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی ایک مفسر کے لیے پندرہ علوم کا جاننا اور ان میں مہارت کا ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ اور ان میں لغت کو سب پر مقدم رکھا۔ حضرت سید ریاض حسین شاہ صاحب کو لغت پر کتنا عبور تھا اس کا اندازہ آپ کی تفسیر سے بخوبی معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے جابجا کلمات کی لغوی تحقیق فرما کر اس فن میں اپنی مہارت کا ثبوت پیش کیا۔ آپ نے **كَلَّآ اِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ** پر کلام کرتے ہوئے فرمایا کہ سورہ المطففین کی آیت نمبر ۷ جس میں اللہ نے ارشاد فرمایا "ہرگز ایسا نہیں چاہیے (کہ کافروں کو چھٹکارہ مل جائے) بے شک نافرمانوں کے اعمال نامے سجین میں ہیں" سے وارد ہونے والے ایک اعتراض کے جواب کے طور پر اس آیت کی لغوی تحقیق درج ذیل فرمائی(4)

١۔ صاحب قاموس لکھتے ہیں کہ سجین سجن سے ہے اس کا معنی قید کرنا اور بند کرنا ہوتا ہے۔

٢۔ اخفش نے کہا کہ فعیل کے وزن پر یہ لفظ سخت اور پیہم قید کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

٣۔ عکرمہ نے اس کا معنی ذلت سے کیا ہے۔

٤۔ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں کہ قید کرنے کے علاوہ سجین جہنم کی آگ قعر، ہولناک وادی اور بدکاروں کا اعمال رکھنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔

3. کتب تفسیر پر اعتماد:

اردو کے کئی مفسرین نے تفسیرِ قرآن میں ایک منفرد طرزِ عمل اپنایا ہے، جہاں انھوں نے قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ آیات کے مفاہیم و مطالب کو بھی واضح کرنے کے لیے گہرائی سے تجزیہ کیا۔ ان کا طریقہ یہ رہا کہ وہ صرف سابقہ مفسرین پر انحصار نہیں کرتے بلکہ اپنے مشاہدات و استنباط کو بھی سامنے لاتے ہیں۔ اسی طرح، مصنف "تبصرہ" نے بھی اپنی تفسیر میں بیشتر طور پر ماضی کی معروف تفاسیر پر اعتماد کیا ہے، لیکن ان کی خصوصیت یہ ہے کہ انھوں نے دوسرے مفسرین کے نظریات سے استفادہ کرنے کے باوجود اپنے نقطہ نظر کو بھی واضح انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ انداز ان کی تشریحات میں ایک تازگی اور تحقیقی جہت فراہم کرتا ہے، جس سے ان کی تفسیر ماضی کے علمی ذخیرے سے جڑی ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے اپنے علمی و فکری رجحان کی عکاسی بھی کرتی ہے۔

تفسیر فتح القدیر میں مفسرین کے طبقات کو بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

وایضا کثیرا ما یقتصر الصحابی و من بعدہ من السلف علی وجہ واحد مما یقتضیة النظم القرانی باعتبار المعنی اللغوی(5)

اور بہت سے مفسرین ایسے بھی ہیں جو صحابی اور ان کے بعد والے سلف پر ہی انحصار کرتے ہیں ان مفاہیم و مطالب میں سے کسی ایک پر کہ جن کا نظم قرآنی لغوی معنی کے اعتبار سے تقاضا کرے۔

مفسر نے اپنی تفسیر میں جن کتب سے استفادہ کیا ہے ان کی فہرست تو بہت طویل ہے۔ جن میں سے اکثر کتب کے ناموں کا اندراج تفسیر تبصرہ کے مصادر اور مراجع میں موجود ہے۔ جن میں سے خاص خاص کتب کے نام درج ذیل ہیں۔

❖ تفسیر ابن عباس، الجامع احکام القرآن: قرطبی، تفسیر بغوی، مجمع البیان: طبرسی، زاد المسیر: ابن جوزی، احکام القرآن: جصاص، عرائس البیان: بقلی، التفسیر البسیط: واحدی، مدارک التنزیل: نفسی،، احکام القرآن: ابن عربی، تحفہ الاحوذی، تفسیر القرآن: ابن کثیر، تفسیر خازن، تفسیر الکبیر: رازی، تفسیر انوا القرآن: ملا علی قاری، روح المعانی: آلوسی، فی ظلال القرآن: سید قلب، تفسیر حسنات، تفسیر روح البیان: اسماعیل حقی، البحر المحیط، تفسیر نمونہ، تفسیر نعیمی، ، ضیا القرآن، تفہیم القرآن، التفسیر المنیر: وھبہ، تفسیر المنار: رشید رضا ، در المنثور: سیوطی، معارف القرآن، تفسیر ماجدی۔

مفسر نے قرآن مجید کی تفسیر کو نہایت جامع اور مؤثر بنانے کے لیے احادیث، لغت، اور مشہور تفاسیر کے علاوہ کتبِ سیرت، کتبِ فقہ، کتبِ تاریخ، اور کتبِ تصوف سے بھی بھرپور استفادہ کیا ہے۔ ان کتب سے حاصل شدہ معلومات نے تفسیر میں ایک تاریخی، فقہی، اور روحانی گہرائی پیدا کی ہے، جس سے آیات کے معنی و مطالب کی وضاحت اور جامعیت میں اضافہ ہوا ہے۔ کتبِ سیرت کی مدد سے مفسر نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات اور ان کی حکمت عملیوں کو سامنے رکھا، جس سے قرآنی آیات کے عملی پہلو اجاگر ہوئے۔ کتبِ فقہ نے انہیں اسلامی قوانین اور احکام کو تفصیل سے سمجھنے اور قاری کے سامنے پیش کرنے میں مدد فراہم کی، جبکہ کتبِ تاریخ نے اسلامی تاریخ کے اہم واقعات اور پس منظر کو واضح کیا، جس سے آیات کی گہری تفہیم ممکن ہوئی۔ کتبِ تصوف کی مدد سے مفسر نے آیات کے روحانی اور باطنی پہلوؤں کو بھی شامل کیا، جو قاری کو ایک متوازن اور جامع تفسیر فراہم کرتی ہیں۔ اس طرح، ان کتابوں سے استفادہ کر کے مفسر نے اپنی تفسیر کو ایک عمیق علمی اور فکری حیثیت دی، جو نہ صرف قرآن کی عملی تشریح کرتی ہے بلکہ قاری کو دین کی جامع فہم فراہم کرنے میں بھی معاون ثابت ہوتی ہے۔

4. آیات و سورتوں کی باہم مطابقت کا بیان:

ایک آیت کے مضمون کو بعد والی آیت کے مضمون کے ساتھ مطابقت دینا بھی مفسرین کے نزدیک ایک اہم ہے۔ کیوں کہ بہت سے لوگ جب قرآن کا مطالعہ کر رہے ہوتے ہیں اور وہ آیات کی باہم مطابقت نہیں سمجھ پاتے تو پریشان ہو جاتے ہیں ۔ اسی طرح سورتوں کی مطابقت بھی۔ ایک سورت جہاں پر ختم ہوتی ہے اس کے مضامین کو بعد میں آنے والی سورت کے

مضامین کے ساتھ مطابقت دینا تو مفسر "تبصرہ" نے بھی کئی مقامات پر یہ کام نبھایا جیسا کہ سورۃ البقرۃ کی ایت نمبر ۴۶ اور ۴۷ کے تحت ہمیں نظر آتا ہے۔[6]

5. تفسیر عام فہم:

"تبصرہ" ایک اردو زبان میں لکھی گئی عام فہم تفسیر ہے۔ اس تفسیر کا مقصد قرآن کے پیغام کو سادہ اور آسان انداز میں قارئین تک پہنچانا ہے، تاکہ ہر طبقے کے لوگ اسے سمجھ سکیں۔ اس تفسیر کی خصوصیات میں سادہ زبان، مختصر توضیحات اور منطقی انداز شامل ہیں، جو اسے عام قارئین کے لیے بھی قابلِ فہم بناتی ہیں۔ حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب نے اس تفسیر میں روایتی و جدید علوم کا امتزاج پیدا کرتے ہوئے قرآن کے معانی کو دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، انہوں نے قرآن کے الفاظ اور آیات کے مفاہیم کو ان کے تاریخی پس منظر اور سیاق وسباق کے مطابق بیان کیا ہے، تاکہ قاری کو قرآن کی اصل روح اور پیغام سمجھنے میں آسانی ہو۔

6. شاعری اسلوب:

سید ریاض حسین نے اپنی تفسیر "تبصرہ" کی کتاب میں اشعار کا استعمال کیا ہے۔ ان کی تفسیر میں شامل اشعار کا مقصد قرآن کے معانی اور مطالب کو زیادہ خوبصورتی اور دلکشی کے ساتھ پیش کرنا ہوتا ہے۔ بعض اوقات اشعار کے ذریعے وہ تفسیری نکات کو بہتر انداز میں سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں، جو کہ ان کی علمی اور ادبی قابلیت کو ظاہر کرتا ہے۔ شاعری کے استعمال سے تفسیر کے انداز میں ایک منفرد رنگ پیدا ہوتا ہے، جو قارئین کی دلچسپی اور توجہ کو بڑھاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ[7]

اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا پھر اس کے پیچھے تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی اور تم ظالم تھے۔

جیسے کہ اپ دیکھ سکتے ہیں مفسر نے درج بالا قران پاک کی ایت کی تفسیر کرتے وقت قارئین کرام کو یہ ایت سمجھانے کے لیے شیخ سعدی کے اشعار کو نقل کیا ہے۔ مفسر راقم طراز ہے[8]

شیخ سعدی نے چالیس دنوں کے عدد پر بڑی خوبصورت بات کی ہے:

شنیدم رہروے در سرزمینے — ہمی گفت ایں معما با قرینے

کہ اے صوفی شراب انگہ شود صاف — کہ در شیشہ بماند اربعینے

میں نے سنا کہ ایک راہرو نے ایک سرزمین پر اپنے ساتھی کو ایک معمابتایا کہ صوفی کو سمجھنا چاہیے شراب بھی صافی اس وقت ہوتی ہے جب وہ چالیس دن تک شیشامیں بُو پڑی رہے۔

7. سورتوں کا مختصر تعارف اور اسلوب بیان:

حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب، جب قرآن کی کسی سورت کی تفسیر شروع کرتے ہیں، تو وہ سب سے پہلے اس سورت کا مختصر تعارف اور اسلوب بیان کرتے ہیں۔ اس تعارف میں وہ سورت کے موضوع، شان نزول، اہمیت اور پیغام کو مختصر الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ، وہ سورت کے اسلوبِ بیان، ترتیب اور ربط کو بھی بیان کرتے ہیں تاکہ سننے والے یا پڑھنے والے کو اس سورت کی مجموعی ساخت اور مقصد کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ یہ طریقہ اُن کی تفسیری پیشکش کو منظم اور جامع بنانے میں مدد دیتا ہے، جس سے قاری یا سامع کو سورت کی مفہوم کو بہتر طور پر سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔

8. مفردات:

تفسیر کی کتابوں میں "مفردات" سے مراد وہ الفاظ اور اصطلاحات ہیں جو کسی خاص سورت یا آیت میں استعمال ہوئے ہیں۔ ان مفردات کی تشریح اور وضاحت کرنا تفسیر کا ایک اہم حصہ ہے، کیونکہ یہ مفردات قرآن کی آیات کے معانی کو واضح کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ مفردات کی تفصیل اور تشریح تفسیر میں ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ یہ قرآن کی آیات کے معانی کو کھولنے اور سمجھنے میں مددگار ہوتی ہے، جس سے قاری یا سامع کی سمجھ میں اضافہ ہوتا ہے۔

صاحب تفسیر نے بھی اس اسلوب کو اپنایا اور ہر صفحہ کے ساتھ حاشیہ میں الفاظ کے معنی کو بیان کیا جس سے قاری کو کسی قسم کی مشکلات کی سامنا نہ کرنا پڑے۔

9. تاریخی انداز میں تفسیر کرنا:

قرآن کی آیات کی تاریخی انداز میں تفسیر کرنا ایک خاص طریقہ ہے جس میں آیات کو تاریخی پس منظر میں سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان کا نزول کن حالات میں ہوا۔ معاشرتی حالات اور ثقافتی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے آیات کی تفہیم کی جاتی ہے، جو قاری کو اس دور کی زندگی کی عکاسی کرتی ہیں۔ تاریخی واقعات کے تناظر میں آیات کی وضاحت کی جاتی ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کن خاص مواقع پر نازل ہوئیں۔ یہ طریقہ ہمیں ہزاروں سال پہلے کی روایات کا پتہ چلانے میں مدد دیتا ہے، جس سے آیات کا مفہوم زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔ یہ طریقہ نہ صرف آیات کے مفہوم کی وضاحت کرتا ہے، بلکہ یہ بھی دکھاتا ہے کہ ان آیات کا نزول کس وقت، کس موقع پر، اور کن حالات میں ہوا۔

اس اسلوب کو مفسر قرآن حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب کی تفسیر "تبصرہ" میں بھی ہمیں نظر آتا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰىۘ-اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِؕ-قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْاؕ-قَالُوْا وَ مَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَ اَبْنَآىٕنَاؕ-فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْؕ-وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰ کے بعد ہوا جب اپنے ایک پیغمبر سے بولے ہمارے لیے کھڑا کردو ایک بادشاہ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں نبی نے فرمایا کیا تمہارے انداز ایسے ہیں کہ تم پر جہاد فرض کیا جائے تو پھر نہ کرو بولے ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم نکالے گئے ہیں اپنے وطن اور اپنی اولاد سے تو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا منہ پھیر گئے مگر ان میں کے تھوڑے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔

درج بالا ایت کی تفسیر کرتے وقت باقاعدہ مفسر نے ایت کا تاریخی پس منظر کی ہیڈنگ بنا کر اس ایات کو تاریخی طور پر مفصل بیان کیا ہے۔[9]

10. تربیتی اسلوب:

مفسر نے اپنی تفسیر میں تربیتی پہلو کو نہیں چھوڑا بلکے جہاں بھی بن پایا آیات کی تفسیر کرتے وقت عوام الناس کی تربیت کے لیے بعض ایات کی تفسیر کو تربیتی اعبار سے نکات کی شکل میں بیان کیا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ قَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ٘-وَ اٰتَیْنَا عِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَ اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِؕ-اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْۚ-فَفَرِیْقًا كَذَّبْتُمْ٘-وَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ[10]

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کیا اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں اور پاک روح سے اس کی مدد کی تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں تکبر کرتے ہو تو ان (انبیاء) میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو۔

اس ایت کی تفسیر میں مفسر نے تربیتی اعتبار سے بیس نکات کو بیان کیا ہے جو کہ سمجھنا ضروری ہے۔[11]

قرآنی بصیرت: سائنسی تشریحات اور ترقی کا راز:

قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے مفسر نے آیات کی سائنسی توضیح کا حق ادا کرتے ہوئے ان میں گہری بصیرت کو اجاگر کیا ہے۔ انہوں نے کائنات کے اسرار، تخلیق کے پیچیدہ مراحل، زمین و آسمان، نباتات و حیوانات، اور انسانی جسم کی حیرت انگیز تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کے سائنسی نکات کو اس انداز سے بیان کیا ہے کہ یہ جدید سائنسی حقائق سے ہم آہنگ نظر

آتے ہیں۔ مزید بر آں، مفسر نے قوموں کی ترقی کے راز اور اجتماعی فلاح کے اصول بھی آیات کے ذریعے افشا کیے ہیں، جس میں عصر حاضر کے معاشی مسائل، ان کی وجوہات اور ان کے ممکنہ حل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان کی یہ تفسیر جہاں قاری کو علم و دانش کی نئی جہتوں سے روشناس کراتی ہے، وہیں جدید معاشرتی اور معاشی مسائل کا قرآنی حل بھی پیش کرتی ہے، جو آج کے دور میں بھی روشن رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا[12]

اور پہاڑوں کو مضبوط رکھنے والی میخیں

اس آیت کی تفسیر میں مفسر نے سائنسی نقطہ نظر کے تحت لکھا کہ زمین کا منفعت بھرا نظام اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک پہاڑوں کے باطن کی شناخت نہ کی جائے۔ بلاشبہ پہاڑ اپنی بڑی بڑی جڑیں زمین میں پیوست کیے ہوئے ہیں۔ پہاڑوں کا پیٹ جہاں معدنیات سے بھرا ہوا ہے وہاں اس کے اندر پگھلا دینے والے مادے بھی موجود ہیں اور چاند کی حرکت سے زمین کے اندر جو مدوجزر پیدا ہوتے ہیں اس کی قوت جاذبہ سے اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کی وجہ سے زمین کو محفوظ بنادیا ہے۔

مقامات اور نشانیوں کا عینی مشاہدہ:

مفسر نے قرآن مجید کی تفسیر میں صرف لغوی اور عقلی تفصیلات پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ آیات کے سیاق وسباق، تاریخی حقائق اور موجودہ دور کے پس منظر کو بھی گہرائی سے سمجھا۔ جب تفسیر میں کسی خاص مقام یا تاریخی واقعے کی آیات آئیں، تو مفسر نے ان مقامات کی زیارت کر کے ان آیات کے حقیقی پس منظر کا مشاہدہ کیا، جس سے تفسیر میں حقیقت پر مبنی اور جاندار نکتہ نظر پیش کیا گیا۔ اس تجزیے اور تحقیق نے نہ صرف آیات کی گہرائیوں کو اجاگر کیا بلکہ انہیں تاریخی واقعات سے جوڑ کر ایک نیا زاویہ فراہم کیا۔ اس طرزِ تفسیر نے علمی اور روحانی لحاظ سے قرآن کی تفہیم میں اضافہ کیا، اور اردو ادب و اسلامی علوم میں ایک اہم اضافہ فراہم کیا۔

11. حوالہ جات:

تفسیر "تبصرہ" میں حوالہ جات لگانے کا طریقہ اینڈ نوٹ کے طریقے پر مبنی ہے۔ اس طریقہ میں ہر سورت کے آخر میں حوالے کو مختلف نمبرات کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کون سا حوالہ کس آیت یا متن کے ساتھ متعلق ہے۔ تاہم، اس نظام کے باوجود، کچھ حوالہ جات مکمل نہیں دیے گئے۔ مکمل حوالہ جات فراہم کرنے سے قاری کو بہتر طور پر تحقیق اور مطالعہ کرنے میں مدد ملے گی، اور اس سے قرآن کی آیات کی صحیح تفہیم بھی ممکن ہوگی۔[13]

مفسر کی دعاؤں میں قربِ الٰہی کا احساس:

مفسر کی تحریروں میں ہر سورت کے اختتام پر دعائیہ انداز میں اللہ کے ہاں استغاثہ پیش کرنے کا اسلوب قاری کے دل میں ایک روحانی جستجو کی جڑیں گہرائی میں بکھیر دیتا ہے۔ یہ کیفیت قاری کو ایک جنت نظیر باغ کی سیر کی مانند محسوس کراتی ہے، جہاں ہر پھول کی مہک اور ہر پتے کی سرسراہٹ میں خالق کی کمال کاری گری کی عکاسی ہوتی ہے۔ جب وہ اس خوب صورت باغ سے نکلتا ہے، تو اس کے دل میں اپنے ربّ کی عظمت اور حسن پر رشک کا ایک عالم طاری ہوتا ہے، جیسے وہ اپنے خالق کے سامنے عاجزی سے سر جھکاتا ہے۔

یہ استغاثہ کا عمل ایک عمیق روحانی سفر کی مانند ہے، جہاں قاری خود کو اپنے رب کے سامنے کھڑا پاتا ہے، جیسے ایک مسافر جو اپنی منزل پر پہنچنے کے بعد وہاں کی دل کش خوب صورتی میں غرق ہو جاتا ہے۔ اس لمحے میں، وہ اللہ کے ساتھ اپنی مناجات کو ایک عظیم نعمت سمجھتا ہے، جو اسے محبت، شکر گزاری، اور بندگی کی معراج کی طرف لے جاتی ہے۔ یہ دعاؤں کا سلسلہ ایک مسحور کن تجربہ فراہم کرتا ہے، جو قاری کے وجود میں اللہ کی قربت کا ایک نیا احساس بیدار کرتا ہے اور اسے اس راستے پر چلنے کی تحریک دیتا ہے جہاں روحانی سکون اور ایمان کی تازگی ملتی ہے۔

تفسیر "تبصرہ" کی خصوصیات اور خوبیوں کا جائزہ

1. فکری رہ نمائی اور عملیت:

کسی بھی تحریر کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ قاری کے ذہن اور دل پر کتنا گہرا اثر چھوڑتی ہے اور وہ اس سے کتنی مثبت تبدیلی یا فکری استفادہ حاصل کرتا ہے۔ تفسیر تبصرہ کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ مفسر نے قرآنی آیات میں پوشیدہ اہم نکات کو نہایت سلیقے اور سادگی سے، مختصر اور پر اثر انداز میں بیان کیا ہے۔ ہر آیت کے قابلِ توجہ پہلوؤں کو انہوں نے آسان الفاظ اور ترتیب وار نکات کی شکل میں یوں پیش کیا ہے کہ قاری نہ صرف ان سے فکری رہ نمائی حاصل کر سکے بلکہ عملی زندگی میں بھی انہیں بروئے کار لا سکے۔ مفسر کی یہ خوبی قاری کو آیات کے گہرے مفاہیم تک رسائی دیتی ہے اور اسے قرآن کے پیغام سے مزید قریب کر دیتی ہے، جس سے زندگی کے مختلف پہلوؤں میں قرآنی اصولوں کے عملی اطلاق میں سہولت ملتی ہے۔

2. اختصار:

کسی بھی فن کے فہم کے لیے سب سے ضروری اس بات کو یاد رکھنا ہوتا ہے کہ وہ مفصل نہ ہو اگر وہ طول زیادہ پکڑ جائے تو تفہیم میں مشکل در پیش آ جاتی ہے۔ تفصیلی مباحث ان کے لیے ہوتی ہے جو مبادیات کا علم حاصل کر چکے ہیں۔ جنھیں ابتدائی مباحث پر مہارت ہو جاتی ہے وہ مفصلات و مطولات کی طرف بڑھتے ہیں۔ اردو تفاسیر تو عام طور پر ان لوگوں کے

لیے تحریر کی جاتی ہے جو عربی زبان سے ناواقف ہوتے ہیں اور عربی تفاسیر کے ذخیرہ سے راہنمائی حاصل نہیں کر سکتے۔ تو یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو مبادیات کے علم سے کافی حد تک خالی ہوتے ہیں۔ اس بنیاد پر تفسیر "تبصرہ" کو بھی مختصر رکھا گیا ہے۔ اس وجہ سے یہ تفسیر بہت سے عام افراد کے لیے نفع مند ثابت ہو جاتی ہے۔

3. حالات حاضرہ سے ہم آہنگی:

قرآن مقدس تمام انسانیت اور ہر دور کے لیے کتاب ہدایت ہے۔ یہ کتاب دین الہیٰ کی تکمیل کے لیے نازل کی گئی ہے۔ جب یہ قرآن کتاب تکمیل ہے تو پھر یقینی طور پر یہ ہر دور کے لیے راہنمائی ہے اور تمام انسانیت کے لیے نفع مند ہے اس کے احکام ہر قسم کے حالات میں پیشوائی کرتے ہیں۔ لہذا تفسیر کا اپنے دور کے حالات سے ہم آہنگ اس کی ایک اہم ترین خصوصیت ہے۔ دیگر کئی تفاسیر کی طرح "تبصرہ" میں بھی اس چیز کو اہمیت دی گئی ہے۔

4. اختلافی مسائل کی تفہیم:

ہمارے ہاں اختلاف اور تفرقہ بازی بہت حد تک بڑھ گئی ہے۔ یہ اختلاف قران کی تفہیم اور عقائد تک جا پہنچے ہُں۔ بہت سے لوگ جب اختلافی مسائل کا ذکر کرتے ہیں۔ تو اس میں تفہیم و تعلیم کا عنصر کم ہوتا ہے اور زیادہ مد مقابل کو زیر کرنا مقصد میں شامل ہوتا ہے اور اس طرح علمی و تحقیقی اختلافات کو نفرتوں میں بدل دیا جاتا ہے۔ تفسیر "تبصرہ" میں اختلافی مسائل کے مقام پر اس حوالہ سے خوب احتیاط کا پہلو سامنے رکھا گیا ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ کسی اختلاف کو نفرت کا سبب نہ بنایا جائے۔ اس کی مثالیں کافی ہمیں اس تفسیر کے اندر دیکھنے کو ملتی ہے۔

تفسیر "تبصرہ" میں موجودہ خامیوں کا جائزہ:

عام انسان کہ جو پیغمبر نہیں وہ جس درجہ بھی پہنچ جائے اس سے خطا کا امکان باقی رہتا ہے کوتاہی اور خامی رہ جانے کا امکان تو اس بھی زیادہ ہے تو درج ذیل میں اس تفسیر کے اندر رہ جانے والی چند خامیوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

1. اصل عبارات سے گریز:

کئی مقامات پر عبارات کو مفہوم بیان کرتے ہیں اور اصل عبارات کو درج کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اس سے اس تفسیر کا مطالعہ کرنے والا قائل کا موقف اس کی زبان میں جاننے سے محروم رہتا ہے کیونکہ مفہوم تو وہ ہوتا ہے جو مفہوم بیان کرنے والے کے فہم کے مطابق ہوتا ہے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی عبارت سے مختلف اندازِ فہم رکھنے والے لوگ مختلف مفہوم اخذ کرتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ اصل عبارت درج کی جائے تاکہ پڑھنے والا یہ بھی فیصلہ کر سکے کہ مصنف نے جو مفہوم اخذ کیا ہے وہی درست ہے یا اس کے علاوہ کچھ اور ہو سکتا ہے کئی مقامات پر مصنف نے کسی کا حوالہ دیتے ہوئے ان کی عبارت کو درج کرنے کی بجائے اس کا مفہوم بیان کرنے پر اکتفا کیا۔

2. حوالوں کا اہتمام نہ کرنا:

تفسیر میں حوالہ جات موجود ہونے کے باوجود اگر وہ مکمل نہ ہوں تو یہ قاری کے لیے مشکلات پیدا کر سکتا ہے۔ جب حوالہ جات ادھورے ہوں یا ان کی وضاحت پوری طرح نہ کی گئی ہو، تو قاری کو اصل مفہوم سمجھنے میں دقت پیش آتی ہے۔ اس کے نتیجے میں قرآن کی تشریح اور اس کے معانی کو صحیح طریقے سے سمجھنے میں رکاوٹیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ، ادھورے حوالہ جات قاری کو متعلقہ پس منظر، تاریخی سیاق و سباق، اور شرعی احکام کی اصل بنیاد تک رسائی حاصل کرنے سے بھی محروم رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے تفسیر کا اثر محدود ہو جاتا ہے۔ تفسیری عمل میں حوالہ جات کی مکمل وضاحت اور درست ترتیب قاری کی سہولت اور فہم کے لیے نہایت اہم ہے۔

نتائج البحث:

تفسیر ''تبصرہ'' ایک عام فہم اردو تفسیر ہے جس کا مقصد قرآن مجید کے پیغام کو آسان اور سادہ انداز میں قارئین تک پہنچانا ہے۔ اس تفسیر میں علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب نے روایتی اور جدید علوم کو یکجا کرتے ہوئے قرآن کے معانی کو دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق بیان کیا ہے۔ انہوں نے قرآن کی آیات کی تشریح کے لیے تاریخی، ادبی اور لسانی پہلوؤں کو بھی مد نظر رکھا اور متعدد حوالہ جات اور اشعار کا استعمال کیا۔ تفسیر میں آیات کی تاریخی وضاحت، لغوی تحقیق اور تربیتی نکات کو بیان کیا گیا ہے۔ ''تبصرہ'' کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اختلافی مسائل میں معتدل انداز اختیار کیا گیا ہے تاکہ اختلافات نفرت کا باعث نہ بنیں۔ تاہم، اس تفسیر میں کچھ مقامات پر عبارات کی تفصیل سے اجتناب کیا گیا ہے، جو قاری کے لیے مختلف تعبیرات کے فہم میں محدودیت پیدا کر سکتی ہے۔ مجموعی طور پر، تفسیر ''تبصرہ'' ایک منظم اور مفید تفسیری کاوش ہے جو اردو قارئین کے لیے قرآن کے مفاہیم کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

1 ۔ شوکانی، محمد بن علی بن محمد، فتح القدیر الجامع بین فنی الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر، من اصدارات وزارۃ الشوون الاسلامیہ و والاوقاف والدعوۃ ولارشاد۔ المملکۃ السعودیۃ، س-ن، مقدمہ، ۱/ ۷۰

2 ۔ الفاتحہ:۵

3 ۔ شاہ، سید ریاض حسین، تبصرہ، راولپینڈی، ادارہ تعلیمات اسلامیہ، ۲۰۱۵، تفسیر سورہ االفاتحہ:۵، ص۴۸

4 ۔ شاہ، سید ریاض حسین، تبصرہ، راولپینڈی، ادارہ تعلیمات اسلامیہ، ۲۰۱۵، سورہ المطففین ۷، ص ۳۴۲

5۔ شوکانی، محمد بن علی بن محمد، فتح القدیر الجامع بین فنی الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر، من اصدارات وزارۃ الشئوون الاسلامیہ و والاوقاف والدعوۃ ولارشاد۔ المملکۃ السعودیۃ، س-ن، مقدمہ، ۱/ ۰۷

6۔ شاہ، سید ریاض حسین، تبصرہ، راولپنڈی، ادارہ تعلیمات اسلامیہ، ۲۰۱۵، تفسیر سورہ الفاتحہ:۵، ص۲۴۹

7۔ البقرۃ:۵۱

8۔ شاہ، سید ریاض حسین، تبصرہ، راولپنڈی، ادارہ تعلیمات اسلامیہ، ۲۰۱۵، تفسیر سورہ البقرہ:۵۱، ص۲۶۷

9۔ شاہ، سید ریاض حسین، تبصرہ، راولپنڈی، ادارہ تعلیمات اسلامیہ، ۲۰۱۵، تفسیر سورہ البقرہ:۵۱، ص۲۴۶

10۔ البقرۃ:۸۷

11۔ شاہ، سید ریاض حسین، تبصرہ، راولپنڈی، ادارہ تعلیمات اسلامیہ، ۲۰۱۵، تفسیر سورہ البقرہ:۵۱، ص۳۴۲

12۔ سورۃ النبا:۷

13۔ شاہ، سید ریاض حسین، تبصرہ، راولپنڈی، ادارہ تعلیمات اسلامیہ، ۲۰۱۵،، ص۵۰۱